مَحرم کے بغیر عورت کا سفر
اور اسلامی نظریاتی کونسل کی اجازت

مفتی غلام مصطفیٰ رفیق
استاذِ جامعہ

چند ماہ قبل وزارتِ مذہبی امور کی جانب سے عورت کے سفرِ حج سے متعلق رائے طلب کرنے پر اسلامی نظریاتی کونسل نے خواتین کو بغیر مَحرم کے حج کے سفر پر جانے کی مشروط اجازت دی۔ کونسل نے اپنی رائے میں یہ لکھا کہ ایسی عورت جسے قابلِ اعتماد خواتین کی رفاقت حاصل ہو اور جسے سفر اور حج کے دوران کسی فساد یا خطرے کا اندیشہ نہ ہو وہ بغیر مَحرم حج کے لیے جاسکتی ہے۔

(روزنامہ جنگ، مورخہ ۱۵ ؍ جون ۲۰۲۳ء، جمعرات، ص:۱۰، کراچی ایڈیشن)

مزید یہ کہ اب مورخہ ۱۵ ؍ نومبر کو دوبارہ یہ خبر وزارتِ حج کی جانب سے دی گئی ہے کہ عورت بلا مَحرم اپنے شوہر یا مَحرم کی اجازت سے سفر کرسکتی ہے۔ خبر کی تفصیل درج ذیل ہے:

> ’’اسلام آباد (رانا غلام قادر) اسلامی نظریاتی کونسل نے خواتین کو مَحرم کے بغیر حج پر جانے کے معاملہ کی وضاحت کردی ہے اور مشروط اجازت دے دی۔ والدین یا شوہر اجازت دیں، قابلِ اعتماد خواتین کی رفاقت حاصل، فساد یا خطرے کا اندیشہ نہ ہو، اسلامی نظریاتی کونسل نے وزارتِ مذہبی امور کے استفسار پر تحریری جواب دے دیا۔ حالیہ ایام میں وزارتِ مذہبی امور کے نام لکھے گئے اسلامی نظریاتی کونسل کے خط میں کہا گیا کہ اگر کسی عورت کو حج پر جانے کے لیے مَحرم میسر نہ ہو تو اگرچہ احناف و حنابلہ کے معروف مسلک کے مطابق اس پر حج فرض نہیں، تاہم شوافع و مالکیہ و جعفریہ کے دلائل اور ظروف زمانہ کے تغیر کے پیشِ نظر شریعت میں اس کے جواز کی گنجائش موجود ہے، البتہ اس گنجائش کو اس شرط کے ساتھ مشروط کرنا چاہیے کہ اس عورت کے والدین یا شادی شدہ

ہونے کی صورت میں اس کا شوہر اس کی اجازت دیں۔ نیز اسے قابلِ اعتماد خواتین کی رفاقت حاصل ہو اور کسی قسم کے فساد یا خطرے کا اندیشہ نہ ہو۔ وزارتِ مذہبی امور کی حج انتظامیہ کے لیے لازم ہوگا کہ ایسی عورت جس گروپ کے ساتھ حج پر جا رہی ہے، اس گروپ کے بارے میں زیادہ چھان بین کرے اور گروپ کے بارے میں پوری طرح اطمینان کرنے کے بعد ہی اسے حج پر جانے کی اجازت دے۔'' (روزنامہ جنگ، ۱۶/نومبر ۲۰۲۳ء)

کونسل کی جانب سے دی گئی اس رائے اور وزارت کی جانب سے بغیر مَحرم سفر کی اجازت کے بعد حج کے سفر کے لیے کوشاں خواتین کی بڑی تعداد نے اہلِ علم سے بالخصوص اہلِ افتاء سے اس بابت دریافت کیا کہ آیا مَحرم کے بغیر حج کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟! اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ اس مسئلہ سے متعلق ائمہ اربعہ بالخصوص احناف کا موقف پیش کیا جائے۔

عورت کا سفر اور ہدایاتِ نبوی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول روایات سے ہمیں یہ علم ہوتا ہے کہ عورت کے لیے تین دن تین رات کا سفر کرنا اس وقت جائز ہے جب اس کے ساتھ محارم میں سے کوئی موجود ہو۔ نیز ان روایات میں بوڑھی یا جوان کی تخصیص نہیں۔ نیز ان روایات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے با اعتماد قافلہ یا خواتین وغیرہ کے ساتھ سفر کی اجازت کی مرحمت نہیں فرمائی۔ ان میں سے چند روایات درج ذیل ہیں:

صحیح بخاری میں ہے:

''عن ابن عمر رضي الله عنهما: أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تسافر المرأة ثلاثة أيام إلا مع ذي محرم.'' (صحيح البخاري، باب في كم يقصر الصلاة، حديث :١٠٨٦، ج:٢، ص:٤٢، ط:دار طوق النجاة)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت تین دن کا سفر اس وقت تک نہ کرے جب تک اس کے ساتھ کوئی مَحرم موجود نہ ہو۔''

وفيه أيضاً:

''عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال : قال النبي صلى الله عليه وسلم: لاتسافر المرأة إلا مع ذي محرم، ولا يدخل عليها رجل إلا ومعها محرم، فقال رجل: يا رسول الله! إني أريد أن أخرج في جيش كذا وكذا، وامرأتي تريد الحج، فقال: اخرج معها .''

(صحيح البخاري، باب حج النساء، حديث :١٨٦٢، ج:٣، ص:١٩، ط:دار طوق النجاة)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی عورت اپنے محرم رشتہ دار کے بغیر سفر نہ کرے اور کوئی شخص کسی عورت کے پاس اس وقت تک نہ جائے جب تک وہاں ذی محرم موجود نہ ہو۔ ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! میں فلاں لشکر میں جہاد کے لیے نکلنا چاہتا ہوں، لیکن میری بیوی کا ارادہ حج کا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تو اپنی بیوی کے ساتھ (حج کو) جا۔''

سننِ ترمذی میں ہے:

''عن أبي سعيد الخدريؓ، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر سفراً يكون ثلاثة أيام فصاعداً إلا ومعها أبوها، أو أخوها، أو زوجها، أو ابنها، أو ذو محرم منها.'' (سنن الترمذي، باب ماجاء في كراهية أن تسافر المرأة وحدها، ج:٣، ص:٤٦٤، ط:مطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر)

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے حلال نہیں کہ تین دن یا زیادہ کا سفر کرے، مگر اس حال میں کہ اس کے ساتھ اس کا والد، بھائی، شوہر، اس کا بیٹا یا کوئی اور محرم ہو۔''

سنن ابن ماجہ میں ہے:

''عن أبي سعيدؓ، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تسافر المرأة سفر ثلاثة أيام، فصاعداً، إلا مع أبيها أو أخيها، أو ابنها، أو زوجها، أو ذي محرم.''

(سنن ابن ماجة، باب المرأة تحج بغير ولي، ج:٢، ص:٩٦٨، ط: دار إحياء الكتب العربية)

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر اپنے والد، یا بھائی یا بیٹے یا شوہر یا کسی محرم کے بغیر نہ کرے۔''

مسند احمد بن حنبل میں ہے:

''عن عبد الله بن عمرؓ عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: لاتسافر المرأةُ ثلاثاً إلا ومعها ذو مَحْرَمٍ.''

(مسند أحمد بن حنبل، مسند عبدالله بن عمرؓ، ج:٤، ص:٣٦٥، ط: دارالحديث، القاهرة)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت تین دن کا سفر اس وقت تک نہ کرے جب تک اس کے ساتھ کوئی محرم موجود نہ ہو۔''

ان روایات سے مشترکہ طور پر یہ امر معلوم ہوا کہ عورت کے لیے تین دن یا زیادہ کا سفر مع محرم کے جائز ہے، محرم کے بغیر جائز نہیں، جیسا کہ صحیح بخاری، سنن ترمذی، سنن ابن ماجہ اور مسند احمد بن حنبل کی روایت میں تصریح ہے، حتیٰ کہ صحیح بخاری کی درج کردہ دوسری روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو جہاد میں

جانے کے بجائے اپنی اہلیہ کے ساتھ حج پر جانے کا حکم دیا، تاکہ وہ بلامحرم سفر نہ کرے، نیز ان روایات میں رسول اللہ ﷺ نے بااعتماد خواتین یا افراد کے بارے میں نہ سوال فرمایا اور نہ حکم ارشاد فرمایا کہ عورت ان کے ساتھ سفر کرلے۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے محارم میں سے بعض کا صراحتاً ذکر بھی فرمادیا کہ ان محارم کے ساتھ سفر کیا جائے، جیسا کہ ترمذی اور ابن ماجہ کی روایات میں موجود ہے۔

صحیح بخاری کی مندرجہ بالا پہلی روایت کے ذیل میں علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

’’ذكر ما يستنبط منه: احتج به أبو حنيفة وأصحابه وفقهاء أصحاب الحديث على أن المحرم شرط في وجوب الحج على المرأة إذا كانت بينها و بين مكة مسيرة ثلاثة أيام ولياليها، و به قال النخعي والحسن البصري والثوري والأعمش.‘‘ (ج:۷، ص:۱۲٦، ط: دار إحياء التراث العربي، بيروت)

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ مذکورہ بالا روایت سے یہ مسئلہ مستنبط ہوتا ہے کہ عورت پر حج کے وجوب کے لیے سفرِ شرعی کی صورت میں محرم کا ہونا شرط ہے۔ اور یہی حضرت حسن بصری، امام نخعی اور امام اعمش رحمہم اللہ کا موقف ہے۔ نیز علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے استدلال میں صحیح بخاری کی مذکورہ بالا دوسری روایت بھی ذکر کی، جس میں رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو جہاد کے بجائے اپنی اہلیہ کے ساتھ سفرِ حج کا حکم فرمایا، اس روایت کو ذکر کرکے علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

’’فدل ذلك على أنها لا ينبغي لها أن تحج إلا به، ولو لا ذلك لقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وما حاجتها إليك لأنها تخرج مع المسلمين، وأنت فامض لوجهك فيما اكتتبت، ففي ترك النبي صلى الله عليه وسلم أن يأمرهٗ بذلك وأمرهٗ أن يحج معها دليل على أنها لا يصلح لها الحج إلا به.‘‘ (حوالہ بالا)

یعنی اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ عورت کے لیے شوہر یا محرم کے بغیر حج پر جانا درست نہیں، ورنہ رسول اللہ ﷺ شوہر کو جہاد پر اور عورت کو مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ حج کی اجازت مرحمت فرماتے۔

احناف کا موقف

ان احادیث کی روشنی میں احناف کا موقف یہی ہے کہ عورت کو شوہر یا محرم کے بغیر سفرِ شرعی کی ہرگز اجازت نہیں، چاہے عورت جوان ہو یا بوڑھی ہو، عورتوں کے قافلے کے ساتھ ہو یا تنہا سفر کرے، شوہر کی اجازت یا عدمِ اجازت کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔ نیز وہ سفر چاہے تعلیم کے لیے ہو، تجارت کے لیے، یا کسی بھی دنیاوی مقصد کے لیے، حتیٰ کہ اگر سفرِ حج ہو تب بھی محرم کے بغیر سفر کی اجازت نہیں ہے۔ اور اگر مَحرم میسر نہ ہو، یا اس کا خرچہ اُٹھانے کی طاقت نہ ہو تو عورت انتظار کرے گی اور موت تک مَحرم میسر نہ ہوا تو حجِ بدل کی وصیت

کرے گی۔ اور اگر عورت یہ سفر شوہر یا مَحرم کے بغیر کرتی ہے، تو اس صورت میں اگر چہ فریضۂ حج بظاہر ذمہ سے ساقط ہو جائے گا۔ یہ حج، حجِ مبرور نہیں کہلائے گا، بلکہ مکروہ تحریمی ہوگا۔

یہ صاف، دوٹوک اور واضح موقف ہے، جس میں کسی قسم کا کوئی استثنا نہیں ہے۔ یہی حضرات احناف متقدمین ومتاخرین کا موقف ہے، چنانچہ امام سرخسیؒ نے ''المبسوط'' میں اس کی صراحت کی ہے کہ ہر وہ سفر جو عورت کا اختیاری سفر ہو، اضطراری نہ ہو، اس میں شوہر یا محرم کا ہونا لازم ہے۔ نیز امام سرخسیؒ نے اس کی بھی صراحت کی ہے کہ جو مقصود محرم سے ہے وہ ہرگز عورتوں کے قافلے سے حاصل نہیں ہوسکتا، بلکہ عورتیں جتنی زیادہ ہوں گی اتنا ہی فتنے کا اندیشہ بھی زیادہ ہوگا۔ اور فتنے کا انسداد صرف اس صورت میں ممکن ہے، جب فتنے سے حفاظت کرنے والا شوہر یا محرم موجود ہو۔ امام سرخسیؒ کی عبارت ملاحظہ ہو:

'' وحجتنا في ذلك حديث ابن عباس – رضي الله عنهما – أن النبي – صلى الله عليه وسلم – قال: لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر فوق ثلاثة أيام ولياليها إلا ومعها زوجها أو ذو رحم محرم منها، فقام رجل فقال :إني أريد الخروج في غزوة كذا، وإن امرأتي تريد الحج فماذا أصنع؟ فقال – صلى الله عليه وسلم – اخرج معها، لا تفارقها، ففي هذا دليل على أنهم فهموا من السفر الذي ذكره سفر الحج حتى قال السائل ما قال، وفي أمر رسول الله – صلى الله عليه وسلم – الزوج بأن يترك الغزو، ويخرج معها دليل على أنهٗ ليس لها أن تخرج إلا مع زوج أو محرم.

والمعنى في ذلك أنها تنشئ سفراً عن اختيار فلا يحل لها ذلك إلا مع زوج أو محرم كسائر الأسفار بخلاف المهاجرة، فإنها لا تنشئ سفراً، ولكنها تقصد النجاة ... وهذا لأن المرأة عرضة للفتنة، و باجتماع النساء تزداد الفتنة، ولا ترفع إنما ترفع بحافظ يحفظها، ولا يطمع فيها، وذلك المحرم، وتفسيرهٗ من لا يحل له نكاحها على التأبيد بسبب قرابة أو رضاع أو مصاهرة، ألا ترى أنه يجوز له أن يخلو بها لأنه لا يطمع فيها إذا علم أنها محرمة عليه أبداً فكذلك يسافر بها. '' (المبسوط، كتاب الحج، باب المحصر، ج:٤، ص:١١١، ط:دار المعرفة، بيروت، لبنان)

علامہ ابن نجیمؒ لکھتے ہیں:

''(قولهٗ: ومحرم أو زوج لامرأة في سفر) أي وبشرط محرم إلى آخرهٖ لما في الصحيحين لا تسافر امرأة ثلاثاً إلا ومعها محرم، وزاد مسلم في رواية أو زوج . وروى البزار: "لا تحج امرأة إلا ومعها محرم، فقال رجل: يا رسول الله! إني كتبت في غزوة وامرأتي حاجة قال: ارجع فحج معها." فأفاد هذا

كلهٗ أن النسوة الثقات لا تكفي ... ولأنهٗ يخاف عليها الفتنة وتزاد بانضمام غيرها إليها ولهٰذا تحرم الخلوة بالأجنبية وإن كان معها غيرها من النساء والمحرم من لا يجوز لهٗ مناكحتها على التأبيد بقرابة، أو رضاع، أو مصاهرة ... وأطلق المرأة فشمل الشابة والعجوز لإطلاق النصوص والمرأة هي البالغة؛ لأن الكلام فيمن يجب عليه الحج، فلذا قالوا في الصبية التي لم تبلغ حد الشهوة تسافر بلا محرم، فإن بلغتها لا تسافر إلا به، والمراد خطاب وليها بأن يمنعها من السفر، فإن لم يكن لها ولي فلا تستصحب في السفر، لا أن المراد أنها يحرم عليها؛ لأنها غير مكلفة حتى تبلغ و بلوغها حد الشهوة لايستلزمه، وقيد بالسفر وهو ثلاثة أيام بلياليها.‘‘

(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، واجبات الحج، ج:۲، ص:۳۳۹، ط: دار الكتاب الإسلامي)

’’المحیط البرھاني‘‘ میں ہے:

’’ والمحرم في حق المرأة شرط، شابة كانت أو عجوزاً إذا كان بينها و بين مكة مسيرة ثلاثة أيام .‘‘(المحيط البرهاني، كتاب الحج، الفصل الأول في بيان شرائط الوجوب، ج:۲، ص:۴۱۹، ط:دار الكتب العلمية، بيروت)

احناف کے موقف کا حاصل یہ ہے کہ ہر سفرِ شرعی کے لیے شوہر یا محارم میں سے کسی کا ہونا شرط ہے، بالغہ عورت عمر کے کسی بھی مرحلہ میں ہو اسے اس حکم سے استثنا نہیں، نیز خواتین کا قافلہ یا با اعتماد جماعت محرم کے قائم مقام نہیں ہو سکتی، حتیٰ کہ حضرات فقہائے کرامؒ نے محرم کے لیے یہ شرط بھی لگائی ہے کہ وہ فاسق فاجر نہ ہو، اس لیے کہ فاسق فاجر پر اطمینان نہیں ہوتا، لہٰذا محرم ہو، مگر وہ فاسق و فاجر ہو تو اس کے ساتھ بھی سفر کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

اور مَحرم سے مراد وہ شخص ہے جس سے نکاح کرنا ابدی طور پر حرام ہو۔ اب یہ حرمت چاہے نسب کی وجہ سے ہو، جیسے باپ، دادا، بیٹا، بھائی، چچا، ماموں وغیرہ، یا ازدواجی رشتے کی بنیاد پر ہو، جیسے داماد، سسر یا رضاعت کی وجہ سے ہو۔ اور جس شخص سے نکاح ممنوع ہو، مگر کسی خاص عارض کی وجہ سے وقتی طور پر نکاح کی اجازت نہ ہو، وہ محرم نہیں کہلائے گا، جیسے دیور، اس لیے کہ یہ محرماتِ ابدیہ میں شامل نہیں ہے۔

حنابلہ کا موقف

امام احمد بن حنبلؒ کا موقف بھی یہی ہے کہ عورت کے لیے بلا مَحرم سفر کرنے کی اجازت نہیں ہے، چنانچہ امام احمد بن حنبلؒ سے جب سوال کیا گیا کہ محرم کے بغیر عورت حج پر جا سکتی ہے یا نہیں؟ تو انہوں نے منع

فرمادیا۔ نیز فقہ حنبلی میں بھی صراحت ہے کہ عورت جوان ہو یا بوڑھی بلامَحرم اسے سفر کی اجازت نہیں ہے۔ جیسا کہ ''الإقناع''میں اس کی صراحت ہے۔

فقہ حنبلی کی کتب کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

''المغني لابن قدامة''میں ہے:

'' مسألة-قال: (وحكم المرأة إذا كان لها محرم كحكم الرجل) ظاهر هٰذا أن الحج لا يجب على المرأة التي لا محرم لها؛ لأنه جعلها بالمحرم كالرجل في وجوب الحج، فمن لا محرم لها لا تكون كالرجل، فلا يجب عليها الحج. وقد نص عليه أحمد، فقال أبو داود: قلت لأحمد: امرأة موسرة، لم يكن لها محرم، هل يجب عليها الحج؟ قال: لا. وقال أيضا: المحرم من السبيل. وهٰذا قول الحسن، والنخعي، وإسحاق، وابن المنذر، وأصحاب الرأي ... والمذهب الأول، وعليه العمل...''

(المغني، ج:٥، ص:٣٠، ط:دار عالم الكتب للطباعة والنشر، الرياض)

''المحرر في الفقه علىٰ مذهب الإمام أحمد بن حنبل''میں ہے:

''وتزيد المرأة باعتبار محرم مكلف مسلم باذل للخروج ونفقته عليها والمحرم زوجها ومن تحرم عليه أبدا لا من تحريمها بوطء شبهة أو زنا.''

(كتاب المناسك، ج:١، ص:٢٣٣، ط:مكتبة المعارف، رياض)

''الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف''میں ہے:

''ويشترط لوجوب الحج على المرأة وجود محرمها.'' هٰذا المذهب مطلقا يعني أن المحرم من شرائط الوجوب كالاستطاعة وغيرها وعليه أكثر الأصحاب ونقله الجماعة عن الإمام أحمد وهو ظاهر كلام الخرقي وقدمهٗ في المحرر والفروع والفائق والحاويين والرعايتين وصححهٗ في النظم وجزم بهٖ في المبهج والإيضاح والعمدة.'' (ج:٣،ص:٢٩١،ط:داراحیاءالتراث العربی،بیروت)

امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک سفرِ حج نیز دیگر تمام اسفار بھی جب سفرِ شرعی کی مسافت کے ہوں، شوہر یا محرم کے بغیر جائز نہیں، جیسا کہ ان کی کتب سے یہ بات واضح ہے۔ اور احناف کی مانند ان کا استدلال بھی ان نصوص سے ہے جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو بلامحرم سفر سے منع فرمایا ہے۔

شوافع کا موقف

امام شافعیؒ کا موقف یہ ہے کہ اگر کسی عورت کو قابلِ اعتماد دیگر خواتین کی رفاقت حاصل ہو، تو یہ خاتون

ان خواتین کے ساتھ سفر کرسکتی ہے ۔ یہی موقف امام شافعیؒ سے ان کی کتاب ''الأم'' میں منقول ہے۔ نیز حضرات شوافع کی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بااعتماد عورت ہو تب بھی حج پر جانے کی اجازت ہے، البتہ شوہر سے اجازت حاصل کی جائے، اگرچہ اجازت کے سلسلہ میں فقہ شافعی میں کچھ تفصیلات بھی ہیں۔ تاہم ایک عورت کے ساتھ جانے کی بھی اجازت دی گئی ہے۔ نیز اگر کوئی عورت نہ ہو اور محرم بھی نہ ہو، پھر عورت کو سفر کی اجازت نہیں ہے۔ یہی شوافع کا راجح موقف ہے، اور یہ اجازت بھی صرف حجِ واجب تک محدود ہے۔ حجِ تطوُّع (نفلی حج) میں اس کی اجازت نہیں۔ نیز شوافع کے ہاں دیگر اسفار مثلاً سفرِ تجارت وغیرہ میں محرم کا ہونا لازم ہے، بغیر محرم کے سفر کرنا ہی جائز نہیں ہے، یعنی دیگر اسفار میں ان کا موقف احناف اور حنابلہ والا ہے۔ چنانچہ ''الأم للشافعي'' میں ہے:

''(قال الشافعي – رحمه الله تعالى –) : وإذا كان فيما يروى عن النبي – صلى الله عليه وسلم – ما يدل على أن السبيل الزاد و الراحلة وكانت المرأة تجدهما و كانت مع ثقة من النساء في طريق مأهولة آمنة فهي ممن عليه الحج عندي والله أعلم.'' (الأم، باب حج المرأة، ج:٢، ص:١٢٧، ط: دار المعرفة، بيروت)

''الحاوي الكبير'' میں ہے:

'' فأما إذا أرادت المرأة أن تبتدئ بالحج، فإن كان فرضاً جاز أن تخرج من ذي محرم، أو مع نساء ثقات ولو كانت امرأة واحدة، إذا كان الطريق آمناً، ولا يجوز أن تخرج بلا محرم ... فأما إن كان الحج تطوعاً، لم يجز أن تخرج إلا مع ذي محرم، وكذلك في السفر المباح، كسفر الزيارة والتجارة، لا يجوز أن تخرج في شيء منها إلا مع ذي محرم، ومن أصحابنا من قال: يجوز أن تخرج مع نساء ثقات، كسفر الحج الواجب، وهو خلاف نص الشافعي.''

(الحاوي الكبير في فقه مذهب الإمام الشافعي، ج:٤، ص:٣٦٤، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

امام شافعیؒ کے مذہب کا حاصل یہ ہے کہ حجِ فرض میں اگر مَحرم میسر نہ ہو تو شوہر کی اجازت سے قابلِ اعتماد عورتوں کے ساتھ سفر کرنے کی اجازت ہے، اور ایک عورت ہو، تب بھی کافی ہے۔ اور اگر یہ دونوں صورتیں نہ ہوں تو تنہا یا مردوں کے ساتھ سفر کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ نیز فرض حج کے علاوہ دیگر اسفار جن میں نفلی حج بھی شامل ہے، ان تمام اسفار میں محرم یا شوہر کا ہونا لازم ہے۔

مالکیہ کا موقف

امام مالکؒ کا موقف بھی یہی ہے کہ عورت کے لیے باوثوق عورتوں کے ساتھ سفرِ حج کی اجازت ہے،

چنانچہ ’’المدونۃ‘‘ میں ہے کہ امام مالکؒ سے حج کے سلسلہ میں سوال کیا گیا کہ جس عورت کے ساتھ ولی نہ ہو وہ حج کیسے کرے؟ امام مالکؒ نے فرمایا کہ باوثوق عورتوں کے ساتھ سفر کرسکتی ہے۔ یہاں بھی یہ بات واضح رہے کہ فقہ مالکی میں بھی بااعتماد عورتوں کے ساتھ سفر کی اجازت صرف حج تک ہی محدود ہے، جیسا کہ ان کی کتب میں صراحت موجود ہے، دیگر اسفار کے لیے محارم میں سے کسی کا ہونا ان کے ہاں بھی لازم ہے۔

’’المدونۃ‘‘ میں ہے:

’’ قلت: فما قول مالك في المرأة تريد الحج وليس لها ولي؟ قال: تخرج مع من تثق به من الرجال والنساء.‘‘ (المدونة، كتاب الحج، ج:١، ص:٤٥٧، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

’’الكافي في فقه أهل المدينة‘‘ میں ہے:

’’ولا يخلو الرجل بامرأة ليست منه بمحرم ولا تسافر المرأة إلا مع زوج أو مع ذي محرم منها إلا سفرها إلى الحج خاصة، فإنها إذا لم يكن لها ذو محرم من الرجال خرجت مع جماعة النساء.‘‘

(الكافي في فقه أهل المدينة، ج: ٢، ص: ١١٣٤، ط: مكتبة الرياض الحديثة، الرياض)

مذاہبِ اربعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ:

احناف اور حنابلہ کے نزدیک عورت کے لیے سفرِ حج (فرض ہو نفل) سمیت تمام اسفار میں محرم یا شوہر کا ہونا لازم ہے۔ مَحرم کے بغیر عورت کا سفر کرنا جائز نہیں۔ نیز حج کی صورت میں حج کی فرضیت بھی مَحرم سے مشروط ہے۔

امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کا موقف صرف فرض حج میں یہ ہے کہ اگر شوہر یا محرم میسر نہ ہو تو عورت قابلِ اعتبار خواتین کے ساتھ شوہر کی اجازت سے سفر کرسکتی ہے۔ اور اگر قابلِ اعتماد خواتین میسر نہ ہوں تو سفر جائز نہیں۔ نیز دونوں حضرات کے نزدیک فرض حج کے علاوہ دیگر تمام اسفار میں محرم کی شرط موجود ہے، دیگر اسفار شوہر یا محرم کی معیت کے بغیر جائز نہیں ہیں۔

دلائل کی روشنی میں حضرات احناف اور حنابلہ کا موقف ہی راجح ہے، اور نصوص کے زیادہ قریب ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت نے عورت کو سفر میں محرم کی شرط کا پابند اس لیے بنایا ہے، تاکہ اس کی عزت وعصمت کی حفاظت رہے، عورت کو کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ بوقتِ ضرورت کسی پریشانی وغیرہ میں اس کا خیال رکھا جاسکے، بیماری یا ایسی پریشانی کی صورت کہ عورت کو اٹھانے، ہاتھ لگانے کی ضرورت ہو، تو اجنبی کے مَس (چھونے) سے عورت محفوظ رہے۔ سفر پرامن بھی ہو اور اطمینان بخش بھی ہو، ظاہر ہے کہ محرم کے بغیر قدم قدم پر

فتنے کا اندیشہ موجود رہتا ہے۔ محرم کی موجودگی کی بنا پر عورت تہمت، بدگمانی اور بدنامی سے محفوظ رہے۔ محرم کے بغیر بسا اوقات سفر میں اجنبیوں کے ساتھ بات چیت کی نوبت آجاتی ہے جو کہ شریعت میں فتنہ کا باعث ہونے کی بنا پر حرام ہے، لہٰذا ان تمام امور کے لیے شوہر یا محرم کا ہونا ان پریشانیوں سے نجات دلاتا ہے، اور ان ساری وجوہات کے ساتھ ساتھ یہ بھی ملحوظ رہے کہ اصل شریعت کا حکم وہ نص ہے جو اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے، جس میں آپ نے عورت کو بلا محرم سفر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان میں کسی خاص مقصد یا کسی خاص عمر کی تعیین نہیں، بلکہ علی الاطلاق ہر عاقلہ بالغہ عورت اس فرمان کی مخاطب ہے۔

نیز عصرِ حاضر میں اگرچہ وسائل واسباب نے سفر کی طوالت کو ختم کردیا اور چند گھنٹوں میں دنوں/مہینوں کا سفر طے ہوجاتا ہے، مگر اس زمانے میں فتنے پہلے سے زیادہ رونما ہوچکے ہیں، اس لیے فی زمانہ پہلے سے زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے دورِ مبارک میں، جو کہ وحی کا دور تھا، جب رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس خود موجود تھی، صحابہ کرامؓ جیسی مقدس، مطہر جماعت موجود تھی، ان حالات میں شوہر کو پابند کیا گیا کہ وہ جہاد فی سبیل اللہ کی بجائے اپنی بیوی کے ساتھ سفرِ حج کرے تو آج کے پُرفتن دور میں کیسے شوہر یا مَحرم کی شرط سے عورت کو آزاد کیا جاسکتا ہے؟! غور کرنے کی ضرورت ہے۔ محرم کی شرط سے استثنا کی صورت میں بہت سارے فتنوں کا اندیشہ ہے، بلکہ یقیناً فتنوں سے عورتوں کو دوچار ہونا پڑتا ہے، جیسا کہ آئے روز اخبارات میں درج واقعات سے ایک منصف مزاج مسلمان اندازہ کرسکتا ہے۔ محرم کی شرط کو ہٹانا عورت کی حفاظتی دیوار کو منہدم کرنے کے مترادف ہے۔

حالانکہ اسلامی نظریاتی کونسل اس سے قبل اس مسئلہ میں یہ اتفاق کرچکی تھی کہ بغیر محرم کے عورت کو حج کی شرعاً اجازت نہیں، حتیٰ کہ کوئی عورت اپنے بہنوئی کے ساتھ بھی سفرِ حج نہیں کرسکتی، چنانچہ کونسل کی جانب سے شائع شدہ رپورٹ (۱۹۸۷-۱۹۸۸ء) میں ہے:

''کسی عورت کا اپنے بہنوئی کے ساتھ حج کے لیے جانا:

موضوع بالا سے متعلق وزارتِ مذہبی امور کا استفسار کونسل کو ان کے خط نمبر ایف ۵-۴/اے ڈی جے مورخہ ۲۰؍اپریل ۱۹۸۷ء کے ذریعہ موصول ہوا۔

وزارت کے اس استفسار میں کونسل سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ از روئے شریعت کوئی عورت اپنے بہنوئی کے ساتھ حج کے لیے جاسکتی ہے؟ اور کیا رشتے کے لحاظ سے بہنوئی محرم ہوتا ہے؟ کونسل نے موضوع بالا پر اپنے اجلاس منعقدہ اسلام آباد بتاریخ ۲۴؍اگست ۱۹۸۷ء (مطابق ۲۰؍ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ) زیر صدارت پروفیسر ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوتا چیئر مین غور کیا۔ اور حسب ذیل رائے

دی: ’’بغیر محرم کے عورت پر حج فرض نہیں، نہ محرم کے بغیر سفر کرنا اس کے لیے شرعاً جائز ہے اور بہنوئی محرم نہیں ہے۔‘‘

(سالانہ رپورٹ، ۰۸-۱۴۰۷ھ/ ۸۸-۱۹۸۷ء، اسلامی نظریاتی کونسل، حکومت پاکستان، اسلام آباد، ص:۱۵-۱۶)

اور اب اسی سابقہ فیصلہ کے برعکس کونسل نے اس شرعی ممانعت کو ظروفِ زمانہ اور زمینی حقائق کے پیش نظر بدل کر یہ فیصلہ صادر کیا کہ قابلِ اعتماد خواتین کے ساتھ سفر کرسکتی ہے، اور وزارتِ مذہبی امور نے اس بنا پر خواتین کو بغیر محرم کے سفر کی اجازت دے دی۔

لٰہذا نگران وزارتِ مذہبی امور کا یہ کہنا کہ دیگر مذاہب کے دلائل اور ظروفِ زمانہ کے تغیر کے پیشِ نظر بغیر محرم سفرِ حج کی اجازت ہے، اس پر غور کرنا چاہیے اور ملک کے مستند اور معتمد اہلِ علم و اہلِ افتاء حضرات کی ایک جماعت تشکیل دینی چاہیے جو ان تمام امور پر شرعی دلائل کی روشنی میں اپنی تحقیق پیش کرے جس کی روشنی میں وزارتِ مذہبی امور اپنے اس موقف پر نظرِ ثانی کرے۔ نیز وزارتِ حج نے انتظامیہ کو پابند کیا ہے کہ جو عورت محرم کے بغیر کسی گروپ کے ساتھ جارہی ہو، اس گروپ کے بارے میں زیادہ چھان بین کی جائے، اور گروپ کے بارے میں مکمل اعتماد حاصل کیا جائے۔ ظاہر ہے کہ انتظامیہ یہ چھان بین کس انداز سے اور کیسے کرے گی؟ گروپ کے ایک ایک فرد کے بارے میں احوال کا علم کیسے ہوگا؟ گروپ کے بارے میں انتظامیہ کیسے اعتماد حاصل کرسکتی ہے؟ اس لیے محرم کی شرط کو برقرار رکھنا لازم ہے، اور محرم یا شوہر کی شرط سے ان تمام اندیشوں سے جان چھوٹ جاتی ہے۔ اسی میں تمام شرور وفتن کا سدِ باب ہے اور عورت کی عزت وعصمت کی حفاظت بھی اسی میں مضمر ہے۔

جس ملک میں فقہ حنفی کی اتباع کرنے والوں کی کثرت ہو، اور پُرفتن ماحول بھی ہو جس سے ہر مسلمان آگاہ ہے، اس ملک میں شوہر یا محرم کی شرط کو ختم کرنا مزید فتنوں کا ذریعہ ہوگا، نیز بلا کسی شرعی مجبوری کے فقہ حنفی سے عدول کی بھی گنجائش نہیں ہے۔ فقہائے کرام نے فقہ حنفی سے خروج اور کسی اور مذہب پر عمل کے لیے بہت ساری شرائط ذکر کی ہیں، جن کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں، کیا احناف کے مذہب پر عمل کرنا دشوار ہو چکا ہے؟ یا اس پر عمل کی صورت میں شدید دشواری کا سامنا ہے؟ یا عموم بلویٰ کی کیفیت ہے؟ کیا ضرورت اس درجہ کی ہے کہ مذہبِ حنفی کے بجائے دیگر مذاہب پر عمل کا کہا جائے؟ ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہے، اس لیے سفر کے اس مسئلہ میں محرم کی شرط کو ختم کرنا، فقہ حنفی سے عدول کر کے مالکیہ وشوافع کے موقف پر بلا محرم سفر کی اجازت دینا ان شرائط کی روشنی میں درست نہیں ہے۔

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....